مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

افضلیت مطلقہ کا ناقابل تردید بیان و "البرق" کی ہفوات کا مدلل جواب

مسمی بہ

خیر الخلق (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

فی توضیح

افضل الخلق (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

از

خادم اہلسنت وجماعت سید مراتب علیشاہ مہتمم مدرسہ حنفیہ رضویہ

منڈی عارف والا

ملنے کا پتہ۔ نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت کے بعد عرض ہے کہ ملت میں اختلاف و انتشار اور اہل سنت و
جماعت کے اجماعی مسائل و عقائد اور اہم و طے شدہ دینی اصطلاحات
میں من مانی و رخنہ اندازی کی مہم اسقدر شدت سے جاری ہے۔ کہ قابل بیان
نہیں۔ اس سلسلہ کا اصل مرکز ملتان ہے۔ اور اس کی شاخیں شجاع آباد سے
لاہور تک پھیلی ہوئی ہیں۔

گزشتہ دنوں ملتان و لاہور کی متحدہ کوشش سے "احسن التحریر"
نامی ایک کتاب شائع ہوئی۔ جس میں تحقیق کے نام پر دیگر غلطیوں کے
علاوہ حبیب حق و افضل الخلق صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ کو بھی
بلا وجہ اختلافی قرار دے کر اس کو مجروح اور اس کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش
کی گئی۔ چونکہ یہ مسئلہ اجماعی و یقینی اور افضل الخلق صلے اللہ علیہ وسلم کی انتہائی
عظمت و جلالت شان کا حامل تھا۔ اس لئے ہم نے اپنے ایک پمفلٹ
افضل الخلق میں نہایت روشن دلائل کے ساتھ بلا اختلاف حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کا افضل الخلق ہونا ثابت کیا۔ اور "احسن التحریر" کے مصنف و ناشرین
کی اس زبردست غلطی کو واضح کیا۔ یہ کوئی ایسی بات نہ تھی کہ جسے طول دیا جاتا
جن حضرات نے آجکل بلا وجہ علماء اہلسنت سے "توبہ و رجوع" کرانے کا مشغلہ
شروع کر رکھا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ خود بھی اپنی غلطی کو تسلیم کر کے اس
سے رجوع کر لیتے اور بات ختم ہو جاتی۔ لیکن جنہیں اپنی تحقیق کا زعم ہو وہ
اپنی بات کے خلاف کوئی حق بات کیسے سن سکتے ہیں۔ چنانچہ ہوا یہ کہ افضل الخلق

کے جواب میں "البرق" نامی ایک رسالہ شائع کر دیا گیا۔ جس میں مسئلہ زیر بحث کا جواب تو برائے نام ہے لیکن اس موضوع سے غیر متعلق باتوں اور گالیوں سے رسالہ کی خانہ پری کی گئی ہے۔ چونکہ ہمارا پمفلٹ اپنے دلائل کے لحاظ سے فی الحقیقت لاجواب تھا اس لئے ضرورت تو نہ تھی کہ "البرق" کی طرف توجہ کی جائے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان سے متعلق اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر مناسب معلوم ہوا کہ "البرق" کی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا جائے تاکہ برادران اہلسنت کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں اور خدا توفیق دے تو مخالفین بھی حق بات کو قبول فرمالیں۔ جہاں تک "البرق" کی غیر متعلق باتوں اور گالیوں کا تعلق ہے۔ ان کو ہم نظر انداز کرتے ہیں۔ اور محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت بیان کرنے پر ہمیں جو گالیاں سنائی گئی ہیں۔ ان کا معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ لیکن

"البرق" کے تعارف کے لئے نفس مضمون سے پہلے ہم مصنف "البرق" کے اخلاق وتعصب وعناد کی ایک جھلک دکھانا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ قارئین کو حقیقی وفرضی مصنف کی ذہنیت واندرونی کیفیت کا اندازہ ہو سکے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ ہمارے پمفلٹ کا نام تھا "افضل الخلق" جس کے ساتھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" بھی لکھا گیا تھا۔ یہ کوئی ایسا "جرم" نہیں تھا کہ جس کی بناء پر طبع آزمائی کی جاتی۔ مگر برا ہو تعصب وعناد کا کہ جس کے باعث "البرق" کے مصنف نے اس پر حسب ذیل تبصرہ کر ڈالا۔ لکھتے ہیں۔

"بارگاہ رسالت پناہ میں اس جاہل عنیف کی جرأت وبے ادبی کس قدر افسوسناک ہے۔ کہ چند ورقی مجموعہ ہفوات کا نام افضل الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکھا۔ پھر اس پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ افضل الخلق کے ساتھ درود شریف لکھ کر

گویا اس چہ ورقی رسلیا کو معاذ اللہ علین افضل الخلق قرار دیدیا ورنہ کیا رسلیا بھی صلوٰۃ وسلام کی مستحق ہو سکتی ہے؟ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

معلوم نہیں کہ مسئلہ مندرجہ کی مناسبت سے (جیسا کہ عموماً ایسا ہوتا ہے) رسالہ کا نام "افضل الخلق" نام رکھنا اور اس کے ساتھ درود شریف لکھا جانا البرق کے مصنف کے لئے باعث تکلیف کیوں ہوا۔ اور انہوں نے کو نسے ضابطۂ شریعت کے ماتحت اسے ایسا جرم تصور فرما لیا کہ جس کے تحت انہیں اسقدر "گوہر افشانی" کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور پھر یہ کسقدر تعجب کی بات ہے۔ کہ رسالہ کا نام افضل الخلق رکھنا اور اس کے ساتھ درود شریف لکھنا۔ تو مصنف البرق کے نزدیک جرأت و بیباکی ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خداداد شانِ بے مثال بیان کرنے والے کو جاہل و غبیر کہنا اور جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ کا بیان ہے۔ اس مجموعہ مبارکہ کو مصنف البرق کا مجموعہ ہفوات و رسلیا قرار دینا عین ادب و نیاز مندی ہے ؎

جنوں کا نام خرد رکھدیا خرد کا جنوں

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

افضل الخلق نام رکھا جاتا اور درود شریف لکھا جانا بہر حال شرعاً کوئی جرم نہیں ہے۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم "افضل الخلق" نام ہی کی شرم رکھی جاتی اور خواہ مخواہ و بلا موقع بد زبانی و بیہودہ گوئی سے زبان کو روکا جاتا۔ اور اگر مصنف البرق کے نزدیک یہ واقعی جرم ہے۔ تو پھر وہ اس کے متعلق کیا فرمائیں گے کہ ماہنامہ "السعید" ملتان دسمبر ۱۹۵۵ء کے ص ۳۸ پر "رضائے مصطفےٰ" کے "حجۃ الاسلام نمبر" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم"

.... چھنا کیا اب ہمیں بھی السعید کے اس
.... تبصرہ پر مصنف البرق کے الفاظ میں ادارہ السعید کے متعلق یہ کہنے کی اجازت ہے۔ کہ
"بارگاہ رسالت پناہ میں اس جاہل عنید کی جرأت دیدہ دلیری کس قدر افسوسناک ہے۔ کہ ہفت روزہ "رضائے مصطفےٰ" کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھ کر گویا اس ہفت روزہ کو معاذ اللہ عین مصطفےٰ قرار دیدیا ورنہ کیا ہفت روزہ بھی صلوٰۃ و سلام کا مستحق ہو سکتا ہے: انا للہ وانا الیہ راجعون"
مصنف کو از رہ ہمدردی یہ نصیحت کرنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

آمدم برسر مطلب۔ افضل الخلق ہیں ہم نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ کے متعلق تین حوالے پیش کئے تھے۔ جن کی رو سے ہم نے یہ واضح کیا تھا۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے پر صرف اہلسنت ہی نہیں بلکہ خارقین اجماع کے سوا معتزلہ کا بھی اجماع ہے مصنف البرق ان میں سے کسی حوالہ کو جھٹلا تو نہیں سکا۔ لیکن اس نے محض اپنی تحقیق کا بھرم رکھنے اور غلطی پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنی بدگوئی کے زور سے خوش طرح ان دلائل کو بگاڑنے اور حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے وہ انتہائی تکلیف دہ و افسوسناک ہے۔ جس کا نظارہ قارئین کرام ابھی فرمائیں گے۔

پہلا حوالہ۔ زندقانی کا ہمارا پہلا حوالہ یہ تھا کہ "تفضیل رسل بشر علی رسل ملائکہ میں معتزلہ جمہور اہلسنت کا خلاف کرتے ہیں۔ تو محل خلاف

خوف اختصار کے پیش نظر صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔

حضور اقدس سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذات مقدس
نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے علاوہ اور انبیاء و مرسلین کے متعلق ہے۔ حضور
اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بلا اختلاف تمام مخلوق سے
افضل ہیں۔ اور کسی صورت میں مفضل علیہ نہیں ہیں۔ آپ کی افضلیت پر
اجماع ہے۔ جیسا کہ امام رازی و علامہ ابن سبکی اور امام المحدثین سراج
بلقینی و علامہ زرکشی نے اسکو بیان کیا۔ اور وہ جو زمخشری نے تفسیر
کشاف میں کہا ہے کہ جبریل امین حضور نبی پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم سے افضل ہیں۔ بعض مغربی علماء نے فرمایا۔ کہ زمخشری
معتزلی اپنے مذہب سے جاہل ہے۔ اس نے اپنی جہالت کی وجہ سے ایسا
کہا۔ کیونکہ حضور سرورِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سب
مخلوق سے افضل ہونے پر معتزلہ کا بھی اجماع ہے) زمخشری معتزلی اور رمانی
یا جس معتزلی نے اس اجماع کے خلاف کہا ہے۔ اس نے خرق اجماع کیا ہے
اور خرق اجماع خلاف اجماع ہے

. . . .

. . . .

. . . . . . اور خلاف اجماع بات اجماع منعقد ہونے کے بعد
منافی و قادح نہیں ہے۔ زرقانی میں اسی صفحہ مذکورہ پر ہے۔ نعم قیل
ان طائفة منهم خرقوا الاجماع كالرمانی فتبعهم۔
(افضل الخلق صہ ۲۳)۔

اس حوالہ کو بغور پڑھئے اور دیکھئے۔ اس میں یہ واضح کر دیا گیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاجماع افضل الخلق ہیں
اہلسنت کے ساتھ معتزلہ کا بھی اس بات پر اجماع ہے۔ زمخشری وغیرہ بعض

معتزلہ جو اس کے مخالف ہیں وہ خارقین اجماع ہیں اور ان کا خلاف مردود و ناقابلِ اعتبار ہے۔ اب سنیئے اس کے برعکس البرق کے مصنف انتہائی سوقیانہ و بازاری انداز میں اپنی گندہ ذہنی کا مظاہرہ کرنے کے بعد اس پر کیا تبصرہ فرماتے ہیں۔ اور کیسی الٹی گنگا بہاتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"خوب یاد رکھیے معتزلہ کا وہی مذہب ہے۔ جو ہم دلائل سے بیان کر آئے ہیں (کہ ان کے نزدیک ملائکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں) البتہ ان میں سے بعض افراد کا اس مسئلہ کے ایک جزء میں اہلسنت کے قول کی موافقت کر لینا ایک علیحدہ امر ہے" (البرق ص ۲۰)

اس ڈھٹائی اور سینہ زوری کا بھی کوئی ٹھکانا ہے۔ کہ علامہ زرقانی تو نقل فرماتے ہیں۔ کہ اہل سنت کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ پر معتزلہ کا بھی اجماع ہے۔ اور ان کا بھی یہی مذہب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں۔ اور رمانی وغیرہ بعض معتزلہ کا گروہ خرق اجماع کا مرتکب ہے۔ اور زمخشری اپنے مذہب سے جاہل ہے کہ جس نے جبرئیل علیہ السلام کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیا ہے۔ لیکن البرق کا مصنف خط کشیدہ الفاظ میں اس کے بالکل برعکس لکھتا ہے کہ "معتزلہ" کا مذہب افضلیت مطلقہ کے خلاف ہے۔ اور معتزلہ کے صرف بعض افراد افضلیت مطلقہ میں اہلسنت کے موافق ہیں۔ ؎

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطر قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے

سوچنے کی بات تو یہ ہے۔ کہ اگر اہلسنت کی طرح افضلیت مطلقہ پر معتزلہ

کا اجماع نہ ہوتا۔ تو زمخشری رمانی وغیرہ کو شمار فریقین اجماع کیوں قرار دیا
جاتا۔ اور اگر افضلیت مطلقہ معتزلہ کا مذہب نہ ہوتا۔ تو زمخشری
کو اپنے مذہب سے جاہل ——— کیوں کہا جاتا؟ کیا اہل علم دنیا سے
ناپید ہوگئے ہیں۔ اور انصاف و شرم و دیانت رخصت ہو چکی ہے؟ جو
تحقیق کے نام پر اس طرح کی دھوکہ و مغالطہ آمیز حرکات کا مظاہرہ ہو رہا ہے

دوسرا حوالہ ۔ ہمارا دوسرا حوالہ یہ تھا۔ کہ اعلیحضرت عظیم البرکت
مجدد دین و ملت اپنے رسالہ جلیلہ "تجلی الیقین" میں فرماتے ہیں۔

"حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا افضل المرسلین
سید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی ایقانی
مسئلہ ہے۔ جس میں خلاف نہ کرے گا۔ مگر گمراہ بددین بندہ شیاطین والعیاذ
باللہ رب العالمین۔ کلمہ پڑھکر اس میں شک عجیب ہے۔ آج نہ کھلا تو
کل قریب ہے۔ جس دن تمام مخلوق کو جمع فرمائینگے۔ سارے مجمع کا ڈھونڈھ حضور
کو جائینگے۔ انبیائے جلیل تا حضرت خلیل سب حضور ہی کے نیاز مند ہونگے
موافق و مخالف کی جماعتوں کے ہاتھ انہیں کی جانب بلند ہونگے انہیں
کا کلمہ پڑھا جاتا ہوگا۔ انہیں کا ڈنکا بجتا ہوگا۔ جو آج بیان ہے کل عیاں ہے
اس دن جو مومن و مقر ہیں۔ نور بار عشرتوں سے شادیاں رچا رہیں گے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا اور جو مبطل و منکر ہیں۔ دلفگار
حسرتوں سے ہاتھ چبائینگے۔ یَا لَیْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

گروہ معتزلہ کہ ملائکہ کرام کو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے
افضل مانتے ہیں۔ وہ بھی حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وعلیٰ

آلہ اجمعین کو بالیقین مخصوص و مستثنے جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی حضور پُر نور انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و خلق اللہ اجمعین سب سے افضل و اعلےٰ و بلند و بالا علیہ صلوٰۃ المولیٰ تعالیٰ۔ کلمات علمائے کرام میں اسکی تصریح اور فقیر کے رسالہ اجلال جبریل بجعلہ خادما للمحبوب الجمیل میں تحقیق و توضیح اما الزمخشری فقد سفہ نفسہ وتبع ھوسہ وجہل من مذہبہ وتناھی فی الضلال حتی لم یعلم مشربہ کما نبہ علیہ اھل التحقیق واللہ سبحانہ ولی التوفیق (یعنی زمخشری دل کا احمق ہے وہ اپنی ہوس کا تابع ہوا۔ اپنے مذہب سے جاہل رہا۔ اور گمراہی میں نہایت کو پہنچا۔ یہاں تک کہ اپنے مشرب سے نادان رہا۔ جیسا کہ محققین نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے)۔ اعلحضرت رضی اللہ عنہ کے اس نورانی مضمون پر

مصنف البرق نے کیا تبصرہ فرمایا؟ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

"اعلحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی صرف معتزلہ نہیں بلکہ گروہ معتزلہ فرماکر اس اختلاف کو واضح فرمادیا نیز زمخشری کے تعلق کا ذکر فرماکر اس حقیقت کی واضح نشاندہی فرمادی (البرق ص۸) شاید اسی موقع پر کہا گیا ہے۔ ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

اعلحضرت کے مضمون .... پہ غور فرمائیے اور دیکھیے کہ آپ نے معتزلہ سمیت جس مسئلہ (افضلیت مطلقہ) کا اجماعی و اتفاقی ہونا اسقدر اہتمام و تاکید کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ البرق کا مصنف اسی کے متعلق کہہ رہا ہے کہ اعلحضرت نے گروہ معتزلہ فرماکر اس اختلاف کو واضح فرمادیا" حالانکہ اعلحضرت نے گروہ معتزلہ فرماکر اختلاف کو واضح نہیں فرمایا۔

بلکہ مسئلہ زیرِ بحث میں اہلسنت کیساتھ معتزلہ کا بھی متفق ہونا ظاہر فرما دیا۔ اور جس زمخشری نے مسئلہ زیرِ بحث میں اختلاف کیا۔ اس کے متعلق یہ فرما کر کہ وہ اپنے مذہب سے جاہل ہے۔ اس کا خلاف اس کے مذہب کی رو سے بھی مردود، غیر معتبر ہونا ظاہر فرما دیا۔ اگر اہلسنت کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ معتزلہ کا مذہب نہ ہوتا تو آپ وجهل مذهبه وتناهى فى الضلال حتى لم يعلم مشربه ہرگز نہ فرماتے۔ گروہِ معتزلہ سے زمخشری کا استثنٰی فرمانا اور اُس کا الگ ذکر فرما کر اُس کا ردِ بلیغ فرمانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اعلیٰحضرت کے نزدیک زمخشری کے علاوہ باقی تمام گروہِ معتزلہ کا افضلیت مطلقہ پر اجماع ہے نیز آپ کا یہ فرمانا کہ معتزلہ محلِ خلاف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "بالیقین مخصوص و مستثنٰی جانتے ہیں"

بھی اسی حقیقت کو واضح فرماتا ہے۔ "البرق" کا مصنف یا تو اعلیٰحضرت کی اردو کی عبارت کو بھی نہیں سمجھتا اور یا دیدہ و دانستہ اپنی تحقیق کے زعم میں اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیق کو غلط رنگ میں پیش کر رہا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ہم حضور اعلیٰحضرت کا ایک اور حوالہ پیش کریں جس سے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کا آفتاب تحقیق پوری تابانی کے ساتھ جلوہ گر ہو۔ اور مسئلہ زیرِ بحث میں اعلیٰحضرت کی تحقیق کے بارہ میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔ اعلیٰحضرت فرماتے ہیں۔

ان خلاف المعتزلة ايضا فى غيره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من الانبياء السابقين فقالوا بتفضيل الملائكة عليهم صلوات الله تعالىٰ عليهم اجمعين اما هو صلى الله عليه وسلم

فالافضل منهم جميعا باجماع بلا نزاع اما الزمخشري فنقل سفه نفسه وجهل من مذهبه كما نبه عليه العلامة الزرقاني في شرح المواهب اللدنيه۔

تحقیق معتزلہ کا خلاف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء سابقین کے متعلق ہے کیونکہ ان کے نزدیک ملائکہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ) دیگر انبیاء صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم (معتزلہ کے نزدیک بھی) باجماع بلا نزاع سب سے افضل ہیں (حضور کی افضلیت کے متعلق ان کا کوئی اختلاف نہیں ہے) باقی رہا زمخشری تو اس کا وادا احمق ہے اور وہ اپنے مذہب سے جاہل ہے۔ جیسا کہ علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں اس پر تنبیہ فرمائی۔ (المعتمد المستند صفحہ ۱۱)

کیا اسقدر وضاحت کے بعد بھی "البرق" کا مصنف یہ کہہ سکتا ہے کہ "اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے گروہ معتزلہ فرما کر اس اختلاف کو واضح فرما دیا" مصنف کو چاہیئے کہ ایمانداری کے ساتھ اعلیٰحضرت کی اس وضاحت پہ نظر فرمائے اور بیجا ضد وعناد سے باز آئے۔ واللہ الھادی والموفق۔

تیسرا حوالہ۔ ہمارا تیسرا حوالہ یہ تھا کہ شرح عقائد کی شرح نبراس میں ہے ۔۔۔۔ امام فخر رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا۔ اجماع اس پر منعقد ہے کہ بیشک ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام فرشتوں سے افضل ہیں اہلسنت و معتزلہ کا خلاف حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے میں نہیں بلکہ آپ کے سوا اور انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہے" (افضل الخلق ص۳)۔

امام رازی علیہ الرحمۃ کا جو ارشاد بحوالہ نبراس مذکور ہوا۔ اس کا ذکر زرقانی کے پہلے حوالہ میں بھی آچکا ہے۔ دیگر محققین علماء کی طرح امام موصوف کی بھی یہی تحقیق ہے۔ کہ اہلسنت کی طرح معتزلہ کا بھی اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں۔ اور انبیاء و ملائکہ کی تفضیل میں جو اختلاف ہے وہ حضور کے علاوہ ہے۔ علامہ زرقانی نے بھی یہی نقل فرمایا۔ اعلیٰحضرت نے بھی یہی کہا اور تفسیر کبیر کے حوالہ سے نبراس میں بھی اسی کا بیان ہے جسے ہم نے "افضل الخلق" میں نقل کیا۔ اب دوبارہ اس کا اعادہ ہوا۔ ہم نے یہ کہا تھا۔ کہ امام رازی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے پر اجماع نقل فرمایا ہے۔ اور اس بات پر نبراس کا حوالہ پیش کیا تھا۔ جہاں تک امام رازی کے متعلق ہمارا دعویٰ تھا۔ نبراس سے ہم نے اس کا ثبوت پیش کر دیا۔ اس میں نہ کوئی دھوکہ ہے اور نہ کوئی خیانت۔ لیکن "البرق" پارٹی چونکہ خود دھوکہ و خیانت کی عادی ہے۔ اس لیے "البرق" کے مصنف نے امام رازی کے متعلق ہمارے نبراس کے حوالہ پر نہایت مکروہ انداز میں تبصرہ کرتے ہوئے ہم پر خواہ مخواہ دھوکہ و خیانت کا الزام لگایا ہے۔ اور ثبوت یہ دیا ہے کہ ہم نے (اپنے دعوے کے مطابق) امام رازی کے متعلق عبارت نقل کرنے کے بعد فیہ نظر، کو ہضم کر لیا ہے حالانکہ یہ خود دھوکہ و مغالطہ ہے۔ کیونکہ ہم نے جو دعوے کیا تھا۔ وہ پورا کر دکھایا اور مسئلہ زیر بحث میں امام رازی کی ذاتی تحقیق و مسلک بیان کر دیا۔ اس کے بعد فیہ نظر ہو یا کچھ اور ہو۔ نہ وہ ہمارے دعویٰ سے متعلق ہے۔ نہ اس سے امام رازی کی تحقیق پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ ہم پر الزام اس صورت میں ہو سکتا تھا جبکہ ہم نے اپنے دعویٰ کے مطابق حوالہ غلط دیا ہوتا۔ امام رازی

کے ارشاد میں کوئی کمی کی ہے یا اس کا مطلب غلط بیان کیا ہو۔ حالانکہ ان تلذذوں میں سے کوئی ایک الزام بھی ہم پر قائم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہم زیر نظر حوالہ کے علاوہ زرقانی و اعلیٰحضرت کے حوالہ سے بھی یہ ثابت کر چکے ہیں کہ امام رازی و دیگر محققین کے نزدیک اہلسنت کی طرح معتزلہ کا بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے پر اتفاق ہے۔ لہٰذا مسئلہ زیر بحث میں اجماع معتزلہ پر امام رازی کے نام کی تصریح ہونے کے باوجود ان کے نقل کردہ اجماع کو بلا دلیل محض اہلسنت کیساتھ مخصوص کرنا امام موصوف کی تحقیق و مسلک کے خلاف و غیر صحیح اور توجیہ القول بما لا یرضی بہ القائل کا مصداق ہے۔ نیز محاورہ کلام و انداز بیان بھی اس کا مقتضی نہیں ہے۔

ایک اہم انکشاف۔ پھر ایک اور لطف کی بات یہ ہے کہ خود انہی "البرق" والوں نے اپنے ایک اور رسالہ "التنویر" میں زرقانی ہی کا ایک اور حوالہ لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ انہی کی زبانی یہ ہے۔ کہ

وہ محل خلاف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسوا دیگر انبیاء علیہم السلام ہیں۔ کیونکہ نبی کریم ملائکہ سے افضل ہیں ساتھ اجماع کے حتیٰ کہ معتزلہ کے اجماع سے بھی جیسا کہ محققین کی ایک جماعت نے کہا جیسے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ" (التنویر صہ ۳۶)

کیا التنویر کی مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری کے مصداق اس گواہی کے بعد بھی اب اس بات میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہے۔ کہ امام رازی جیسے محققین علماء کے نزدیک اہلسنت کی طرح معتزلہ کا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے پر اجماع ہے کیا اس قدر دلائل و ایسی وضاحت و روشن تحقیق کے بعد بھی یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ

"امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع سے صرف اہلسنت کا اجماع مراد لیا ہے"

اور معتزلہ اس مسئلہ میں ہرگز اہل سنت کے ساتھ متفق نہیں ہیں۔ ہاں
بعض معتزلہ کا اہلسنت کے قول کی تائید کر دینا اور بات ہے" (البرق ص۲۳)
"رازی دوراں" بننے کے شوق میں ۔۔۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ
کی تحقیق کو مسخ کرنا اور ان کی تحقیق و مراد کے خلاف ان کے سر غلط مضمون
تھوپنا کیا یہی انصاف و دیانت ہے۔ جس کا ڈھنڈورہ پیٹا جا رہا ہے۔
اور اپنی بجائے دوسروں پر تحریف و دھوکا و خیانت کا الزام لگایا جا رہا ہے

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو

ایک اور مغالطہ بحوالہ نبراس افضل الخلق میں امام رازی علیہ الرحمۃ کا جو ارشاد ہم نے نقل کیا تھا۔ اگرچہ اس کا یہی مطلب
جو ہم نے بیان کیا تھا۔ لیکن چونکہ اس عبارت میں صراحۃً اجماع معتزلہ کا ذکر
نہ تھا۔ اس لئے صاحب نبراس کی اپنی تحقیق کے مطابق فیہ نظر کی طرف التفات کی ضرورت
محسوس ہوئی مگر "اہم انکشاف" کے تحت التنویر کی جو عبارت ہم نے پیش کی
ہے۔ اس میں بحوالہ زرقانی صراحۃً یہ مذکور ہے۔ کہ

"نبی کریم ملائکہ سے افضل ہیں ساتھ اجماع کے حتیٰ کہ معتزلہ کے اجماع
سے بھی جیسا کہ محققین کی ایک جماعت نے کہا جیسے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ

لیکن معترض نے اس اجماع کی تصریح کے باوجود التنویر کے حاشیہ میں
بحوالہ نبراس معتزلہ کے اجماع پر فیہ نظر کو چسپاں کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ محض
دھوکہ و مغالطہ ہے۔ کیونکہ نبراس میں جس قول کے متعلق فیہ نظر اور اس کا جواب
ہے اس کی عبارت میں اجماع معتزلہ کی تصریح نہیں (اگرچہ حقیقتاً معتزلہ
کا اجماع بھی مراد ہے) لیکن بحوالہ التنویر زرقانی کی مذکورہ عبارت میں

بحوالۂ محققین اجماع معتزلہ کی تصریح ہے۔ اور اجماع معتزلہ کی تصریح کے بعد اجماع کو صرف اہلسنت کے ساتھ خاص کرنے کا نہ سوال پیدا ہوتا ہے نہ کسی کو اس کا حق پہنچتا ہے۔

لیکن ہے یہ مصنف التنویر کی سینہ زوری کہ جس نے خواہ مخواہ اس صاف و صریح اجماع پر فیہ نظر کہ چھپا کر کے مغالطہ دیا ہے۔ التنویر کی یہ کوشش میں جن محققین کی جماعت نے مسئلہ زیر بحث میں اجماع اہلسنت کیساتھ اجماع معتزلہ کی تصریح فرمائی ہے۔ کیا معاذ اللہ ان کی یہ تصریح غلط ہے؟ کیا انہوں نے بلا ثبوت و تحقیق ایسا کہہ دیا ہے۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ اس مسئلہ میں معتزلہ کا اجماع نہیں ہے۔ اپنی نام نہاد تحقیق کے زعم میں اکابر محققین کی صحیح تحقیق و روشن تصریح پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنا نہایت افسوسناک ہے۔

زرقانی کا ایک اور حوالہ۔ علامہ زرقانی مذکورہ تصریحات کے علاوہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

قد قال بعض علماء المغاربة جهل الزمخشري مذهبه فان المعتزلة مجمعون على انه افضل من جبريل نعم قيل ان طائفة منهم خرقوا الاجماع كالرماني مختبعهم الكشاف جهلاً۔	تحقیق بعض مغربی علماء نے فرمایا۔ کہ زمخشری اپنے مذہب سے جاہل ہے جس نے جبریل کو حضور پر فضلیت دی ہے (علیہما الصلوٰۃ والسلام) کیونکہ معتزلہ کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جبریل علیہ السلام سے افضل ہونے پر اجماع ہے ہاں رمانی کی طرح معتزلہ کے ایک گروہ نے خرق اجماع کیا ہے اور زمخشری نے اپنی جہالت کے باعث ان خارقین اجماع کی اتباع کی۔

(زرقانی ج ۶ ص ۱۸۲)

اس سے ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں۔

وإذا ثبت ان لمحمد صلى الله عليه وسلم فضائل اخرى لا نزاع في علو شأنها فيتحقق ما احتج به جاهل المعتزلة فيكون افضل من جبريل وهو اجماع من المعتزلة اليهم كما مر

جبریل علیہ السلام کی افضلیت کا جن بیانات فضائل سے جاہل معتزلہ نے سہارا لیا ہے۔ ان سے زیادہ فضائل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اور اس پر معتزلہ کا بھی اجماع ہے۔ جیسا کہ (پیچھے صفحہ ۱۸۵ پر گذرا۔ (زرقانی ج ۶ ص ۱۸۶)

شرح جوہرۃ التوحید کا حوالہ

شیخ عبد السلام لقانی شرح جوہرۃ التوحید و علامہ امیر اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

وافضليته صلى الله عليه وسلم على جميع المخلوقات مما اجمع عليه المسلمون وهو مستثنى من الخلاف في التفضيل بين الملك والبشر۔ قال اليوسي واما ذكره الزمخشري بينه وبين جبريل مما لا يعتد به ولا ينبغي ان يذكر۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل المخلوقات ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اور ملک و بشر کی تفضیل میں جو اختلاف ہے۔ حضور کی افضلیت اس سے مستثنیٰ ہے۔ علامہ یوسی نے کہا کہ زمخشری نے جبریل علیہ السلام کو جو حضور سے افضل کہا ہے۔ وہ نہ کسی گنتی شمار میں ہے اور نہ ہی اس کا ذکر مناسب ہے۔

(شرح جوہر التوحید مع حاشیہ ص ۱۵۱)

افضل الخلق کے ساتھ اور خیر الخلق کے مذکورہ حوالوں سے روز روشن کی طرح یہ واضح و ثابت ہو گیا کہ اکابر محققین کی تحقیق کے مطابق۔

● حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اور اہل سنت کے علاوہ معتزلہ کا بھی اس پر اتفاق و اجماع ہے۔

● ملک و بشر کی تفضیل میں جو اختلاف ہے معتزلہ کے نزدیک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مستثنےٰ ہیں۔

● زمخشری و رمانی وغیرہ چند معتزلہ کے جس گروہ نے جبریل علیہ السلام کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کہا ہے وہ خرق اجماع کے مرتکب ہیں اور اپنے مذہب سے جاہل ہیں۔ کیونکہ معتزلہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں۔

● زمخشری وغیرہ نے سیدنا جبریل کو اس مسئلہ میں جو افضل کہا ہے۔ وہ کسی گنتی و شمار میں نہیں ہے۔ اور اس کا ذکر کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔

● محققین کی ان روشن تصریحات کے باوجود مصنف البرق کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ کو اختلافی قرار دینا معتزلہ کے اجماع کو جھٹلانا اور زمخشری وغیرہ خارقین اجماع کے مردود و نامقبول اختلاف کو اچھالنا محض تحکم و سینہ زوری اور اصول دیانت کے سراسر خلاف ہے۔

شبہ کا ازالہ۔ باقی رہا یہ شبہ کہ

وہ معتزلہ کا علمہ شدید القوی ونزل بہ الروح الامین (الآیۃ) سے استدلال دلالت کرتا ہے کہ معتزلہ کا خلاف صرف دیگر انبیاء علیہم السلام تک محدود نہیں۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں بھی ان کا یہ خلاف پایا جاتا ہے

تو یہ شبہ بھی عدمِ توجہ کے باعث ہے۔ اور اس کا جواب یہ نہیں ہے
کہ مسئلہ زیرِ بحث میں اجماع سے صرف اہلسنت کا اجماع مراد ہے۔ بلکہ محققین
کی تصریحات کی روشنی میں اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ پر معتزلہ کے اجماع بلا نزاع کے باوجود زمخشری
وغیرہ چند معتزلہ کے ایک گروہ نے خرقِ اجماع کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اس
قسم کے تمام استدلال (جن کو البرق میں علیحدہ بھی ذکر کیا ہے) ان ہی خارقین
اجماعِ معتزلہ کے ہیں۔ جو اپنے مذہب سے جاہل ہیں۔ اور جہاں بھی افضلیت
مطلقہ میں معتزلہ کے خلاف کا ذکر آیا ہے۔ وہاں وہی خارقین اجماعِ معتزلہ
مراد ہیں۔ اہلِ اجماعِ معتزلہ نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی افضلیت
کے خلاف ہیں اور نہ ہی ان کے یہ استدلال ہیں۔ اور نہ ہی خرقِ اجماع سے
ان کے اجماع کو کوئی ضرر پہنچتا ہے۔ لہذا تحقیقی طور پر معتزلہ کے ثابت شدہ
اجماع کو نظر انداز کر کے محض چند خارقین اجماعِ معتزلہ کے خلاف اجماع
استدلال کو پیشِ نظر رکھ کر یہ حکم لگانا۔ کہ

"معتزلہ کا مذہب بالیقین یہی ہے کہ وہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی
طرح ہمارے آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی ملائکہ کو افضل سمجھتے
ہیں۔" (البرق ص۱۶)

محض غلط اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔ ائمہ محققین کی تصریحات کے برعکس
خلاف اور حقیقتِ حال کے بالکل برعکس ہے۔ اور اس سلسلہ میں زمخشری وغیرہ
کے خرقِ اجماع کو بطورِ دلیل اجماع کے خلاف پیش کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ خرقِ
اجماع تو خود اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مسئلہ زیرِ بحث میں معتزلہ کا اجماع
ہے۔ کیونکہ اگر اس میں معتزلہ کا اجماع نہ ہوتا تو رمانی وغیرہ کے متعلق

خرق الاجماع نہ کہا جاتا۔ جب اجماع نہ ہو تو "خرق اجماع" کیسے ہو سکتا ہے۔ اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ کسی کے خرق اجماع سے اجماع متاثر و متزلزل نہ ہوگا۔ بلکہ خرق اجماع کے مرتکب خود مورد الزام ہوں گے۔ ہماری اس تفصیل و مذکورہ تصریحات و دلائل کی روشنی میں اب یہ بات خود ہی طرح واضح ہو چکی ہے۔ کہ ہم نے "افضل الخلق" میں جو کچھ لکھا تھا وہ بالکل صحیح ہے۔ اور سیدنا اعلیٰحضرت امام رازی و دیگر ائمہ محققین کی عبارات کے مطابق اہلسنت کی طرح معتزلہ کا بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے پر اجماع ہے۔ اور "التنویر" میں "البرق" کے اپنے ہی گھر کے پیش کردہ اس حوالہ کے بعد تو کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ

"محل خلاف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسوا دیگر انبیاء علیہم السلام ہیں۔ کیونکہ نبی کریم ملائکہ سے افضل ہیں۔ ساتھ اجماع کے حتیٰ کہ معتزلہ کے اجماع سے بھی جیسا کہ محققین کی ایک جماعت نے کہا۔ جیسے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ" (التنویر ص ۳۶ بحوالہ زرقانی)۔

اب بھی اگر "البرق" کا مصنف اعلیحضرت امام رازی و دیگر ائمہ محققین کے منہ آئے۔ ان کے مقابل اپنی غلط تحقیق کو اچھالے اور یہی کہتا رہے۔ کہ

"اس مسئلہ (افضلیت مطلقہ) میں معتزلہ کو اہلسنت سے متفق قرار دینا صریح جھوٹ اور قطعاً باطل و مردود ہے" تو بڑے ہی افسوس و ستم کی بات ہے۔

ایک شرمناک بہتان

مسئلہ زیر بحث میں قلم اٹھانے سے ہمارا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ بالکل طے شدہ ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا اہم و نمایاں اور عظیم الشان وصف ہے۔ کہ اہلسنت و جماعت کے علاوہ

معتزلہ کا بھی اس پر اجماع و اتفاق ہے۔ اور چونکہ یہ حضور کی شان کا معاملہ ہے اس
لئے اس مسلمہ شدہ اجماعی و اتفاقی مسئلہ کو اختلافی قرار دینا اور بحث و نکتہ چینی
کا موضوع بنانا صحیح نہیں ہے۔ اس میں معتزلہ کی کسی قسم کی کوئی حمایت مقصود
نہیں۔ بلکہ صرف اپنے پیارے مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کی عظمت و شوکت کا مظاہرہ
و پیرایہ پیش نظر ہے۔ مگر افسوس کہ "البرق" کے ناشر اور مصنف نے شیعہ بھی
کے ساتھ اس سلسلہ میں ہم پر معتزلہ کے ساتھ گٹھ جوڑ اور ان کا حق رفاقت
ادا کرنے کا الزام لگایا ہے۔ اس پر ہم سُبْحٰنَکَ ہٰذَا بُہْتَانٌ عَظِیْمٌ کے سوا اور
کیا کہہ سکتے ہیں۔ اللہ نیتوں کو جانتا ہے۔ اور اسی کی طرف سب نے لوٹنا ہے
اسے خوب علم ہے کہ اس سلسلہ میں ہمیں معاذ اللہ معتزلہ کی حمایت مقصود
ہے۔ یا اسکے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بے مثالی کا اظہار
مقصود ہے۔ اور اسے یہ بھی علم ہے کہ اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ
وسلم کی ایک نہایت ارفع و اعلیٰ بلند و بالا شان کے متعلق ایک اجماعی و اتفاقی
مسئلہ کو بلا وجہ تختۂ مشق بنا لیا اسکو مجروح کرنے اور ایک ایسی غلط و نابجا
بات کو اچھالنے والا کون ہے۔ جبکہ اہل سنت و معتزلہ کے اجماع کے قطعاً خلاف
ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت
مطلقہ پر معتزلہ کے اجماع کا ذکر کرنے میں کوئی فائدہ اور اس سے محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شوکت کا مزید مظاہرہ مقصود نہ ہوتا تو اکابر
امام رازی، علامہ زرقانی و دیگر محققین کو معتزلہ کے اجماع کو اس طرح بالاہتمام
ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا ان حضرات نے معاذ اللہ اجماع معتزلہ کا
ذکر فرما کر معتزلہ کا حق رفاقت ادا کیا ہے۔ اور ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کا ثبوت
دیا ہے؟ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

[امام حلیمی وقاضی باقلانی]

"احسن التحریر" کے مصنف نے صرف یہی غلط بیانی نہیں کی تھی کہ معتزلہ کو ہی افضلیت مطلقہ کا منکر کہا تھا۔ بلکہ یہ بھی ستم کیا تھا کہ جن اکابر علماء اہلسنت، قاضی ابوبکر باقلانی و امام ابو عبداللہ حلیمی وغیرہما کا تفضیل انبیاء و ملائکہ میں اختلاف ہے۔ ان کو بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفضل علیہ ہونے کا قائل قرار دیا تھا۔ لیکن "افضل الخلق" میں ہمارے پیش کردہ دلائل کے بعد "البرق" میں یہ تو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ افضلیت مطلقہ پر اہلسنت و جماعت کا اجماع ہے۔ لیکن اپنی بات رکھنے کے لئے اجماع تسلیم کر لینے کے باوجود ان دونوں اماموں کو پھر بھی افضلیت مطلقہ کا مخالف ظاہر کر کے دوسرے طریقہ سے ان کی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ جب یہ واضح ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی محل خلاف ہے ہی نہیں۔ اور اہل سنت تو اہل سنت معتزلہ کا بھی حضور کی افضلیت پر اجماع ہے۔ تو پھر اس میں نہ کسی اہلسنت کے خلاف کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور نہ ہی ان کی صفائی پیش کرنے کی ضرورت رہتی ہے علماء محققین نے معتزلہ کا اجماع نقل کرنے کے بعد ان میں سے بعض (زمخشری وغیرہ) کے خرق اجماع کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن اہلسنت میں سے تو کسی (قاضی باقلانی و امام حلیمی وغیرہما) کے خرق اجماع کا ذکر ہی نہیں ہوا۔ پھر محض اپنی غلط بات سچی کرنے کے لئے محققین کی تصریحات کے خلاف بلا ثبوت محض اپنے وہم و خیال سے قاضی ابوبکر باقلانی و امام حلیمی جیسے بزرگوں کو متہم کرنا اور خواہ مخواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کا مخالف و منکر ٹھہرانا کس قدر افسوسناک ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ پہلے ہی کسی ترنگ میں

نہ آئے اور سوچ سمجھ کر بات کرے اور اگر کوئی غلطی ہو ہی جائے تو اس سے رجوع کر لے۔ اپنی غلطی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ایسے اکابر کے دامن کو خواہ مخواہ ملوث کرنا اور ان کی طرف "باطل قول" کو منسوب کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ ایسی شخصیتوں کے بارے میں تو ویسے ہی احتیاط کرنی چاہیئے۔ چہ جائیکہ ان پر افتراء پردازی و بہتان تراشی کی جائے والعیاذ باللہ تعالیٰ

علامہ ابن حجر کا فیصلہ

موقع کے مطابق مسئلہ زیر بحث سے متعلق یہاں پر علامہ ابن حجر کے ارشادات مبارکہ نقل کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ ہمارے موقف کی مزید تائید ہو۔ ہمنوا الفریقین کو شہرت حاصل ہو اور اہل علم کو صورت حال سمجھنے میں مزید آسانی ہو۔ سنئے علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

قال البلقینی وقد جاء عن غیر واحد من الصحابۃ رضی اللہ عنہم ذالک ولا یعرف خلاف بین الصحابۃ فی ذالک ولا بین التابعین... ولا نعرف احدا من الائمۃ خالفہ فی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق و الذی ذکر عن المعتزلۃ والباقلانی والحلیمی من تفضیل الملائکۃ	امام بلقینی نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور صحابۂ کرام و تابعین میں اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور اماموں میں سے بھی کوئی ایسا امام نہیں ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے کی مخالفت کی ہو اور معتزلہ و قاضی باقلانی و امام حلیمی

العلوية على الانبياء يمكن حمله على غير نبينا محمد صلى الله عليه وسلم اى كما نقله المتأخرون عن بعض الاكابر من المتقدمين و اعتمدوه ولا نظر لجرأة الزمخشري وتصريحه في سورة التكوير بافضلية جبريل عليه السلام

کے نزدیک ملائکہ علویہ کی انبیاء پر جو افضلیت ہے وہ ہمارے نبی محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ پر محمول ہے (معتزلہ و باقلانی و حلیمی کے نزدیک بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاتفاق افضل الخلق ہیں) جیسا کہ متاخرین نے بعض اکابر متقدمین سے نقل کیا اور اس پر اعتماد فرمایا۔ اور زمخشری نے سورۃ تکویر میں جبریل علیہ السلام کو افضل قرار دینے کی جو جرأت کی ہے وہ قابل التفات نہیں ہے"

اس کے کچھ آگے فرماتے ہیں:—

ولا يظن بابي حنيفة ولا بغيره من ائمة المسلمين انه يتوقف في تفضيل نبينا محمد صلى الله عليه وسلم على الملائكة۔

امام اعظم ابو حنیفہ و آپ کے علاوہ کسی بھی امام کے متعلق یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الملائکہ ہونے میں توقف کیا ہو" (فتاوی حدیثیہ ص ۱۶۲، ۱۶۴)

دیکھئے علامہ ابن حجر نے کتنی وضاحت و صراحت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا نقل فرمایا ہے۔ اور معتزلہ و قاضی باقلانی و امام حلیمی کے متعلق خاص طور پر تصریح فرما دی ہے۔ کہ ان کے نزدیک بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاتفاق و بلا خلاف افضل الخلق ہیں اور ان کا اختلاف حضور پر نہیں بلکہ آپ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام

پر محمول ہے۔ لیکن "البرق" کا مصنف اعلیحضرت امام رازی علامہ زرقانی۔ علامہ ابن حجر و دیگر متقدمین و متأخرین اکابر و ائمہ محققین کے سراسر خلاف یہی رٹ لگا رہا ہے۔ کہ نہ صرف معتزلہ بلکہ قاضی باقلانی و امام حلیمی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے کے خلاف اور مفضل علیہ ہونے کے قائل ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

شعر
ایں کار از تو آید و مرداں "چنیں" کنند۔

علامہ ابن حجر تو فرماتے ہیں کہ کسی امام کے متعلق گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے میں توقف کیا ہے۔ مگر اس کے برعکس "احسن التحریر و البرق" کے مصنف باقلانی و حلیمی جیسے اماموں کو علی الاعلان رسول اللہ صلی اللہ کے افضل الخلق ہونے کا مخالف و منکر اور مفضل علیہ ہونے کا قائل قرار دے رہے ہیں۔ اور اس پر بڑی وجہ اصرار کر رہے ہیں۔ احسن التحریر و البرق کا یہ انکشاف و نئی تحقیق ان کے مصنف ہی کو مبارک ہو۔ متقدمین و متاخرین اکابر محققین کے خلاف کسی سنی کے لئے تو ان کی یہ تحقیق قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا محض فروعی مسئلہ ہے؟ احسن التحریر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے کو معتزلہ و اہلسنت[1] میں "اختلافی" قرار دیا تھا۔ لیکن "البرق" میں اس پر یہ بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا اصول دین سے نہیں ہے بلکہ محض ایک فروعی مسئلہ ہے۔ چنانچہ "البرق" کے صـ۲۷ پر لکھا ہے کہ۔ "فروعی مسائل (افضلیت مطلقہ) کو سامنے رکھ کر۔ . کام نہ چلیگا"

علاوہ ازیں صـ۳۲ پر مذکور ہے۔ کہ
"یہ مسئلہ (افضلیت مطلقہ) اصول دین سے نہیں۔"

[1] معتزلہ و اہل سنت میں

جیسے "البرق" کے مصنف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ کے جلیل الشان مسئلہ کو اصول دین سے خارج اور محض ایک اختلافی اور فروعی و ظنی مسئلہ قرار دے کر اس کی اہمیت کو گھٹانے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح علامہ ابن حجر کے زمانہ میں بھی ایک "معترض" نے یہی بات کہی تھی، جس کے جواب میں علامہ موصوف فرماتے ہیں:

اما قول المعترض لیس ذالک مما کلفنا بمعرفته فغلط منه کیف وهذه المسئلة من مسائل اصول الدین ونحن مکلفون بان نعظم نبینا ونوقره وان نأخذ بادلة التی جاءت ببیان تعظیمه وقربه من ربه واما قول المعترض والکلام فیه فضول ففیه جرأة عظیمة علی من تکلم فی ذالک من الصحابة وعلماء الامة بل الکلام فی ذالک مطلوب واعتقاده واجب۔

معترض کا یہ کہنا کہ ہم اس مسئلہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے) کی معرفت کے مکلف نہیں ہیں غلط ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ مسئلہ (افضلیت مطلقہ) مسائل اصول دین سے ہے۔ اور ہم اس بات کے مکلف ہیں کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کریں اور وہ دلائل اخذ کریں۔ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب مرتبہ کا بیان ہے۔ اور معترض نے جو یہ کہا ہے کہ اس مسئلہ میں کلام کرنا فضول ہے یہ بھی ان صحابہ و علماء امت پر جرأت عظیم ہے جنہوں نے اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ بہرحال اس مسئلہ میں کلام مطلوب ہے اور اس کا اعتقاد واجب ہے" فتاوی حدیثیہ ص ۱۶۳ دیکھئے۔ جس مسئلہ کو "البرق" میں اصول دین سے خارج و فروعی و ظنی و اختلافی کہا گیا ہے علامہ ابن حجر اسی مسئلہ کو کتنے اہتمام کیساتھ مسائل

اصول دین سے قرار دیے رہے ہیں۔ اور اس کے اعتقاد کو واجب فرما رہے ہیں۔
شیخ عبد السلام لقانی علیہ الرحمۃ نے بھی اس عظیم الشان مسئلہ کو اسی طرح نہایت اہتمام و پُرزور الفاظ میں بیان کیا ہے فرماتے ہیں۔

فالواجب علی کل مکلف اعتقاد انہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الجمیع فیعصی منکرہ ویبدع ویؤدب اذا عرفت ہذا الحکم المجمع علیہ فمل عن الشقاق ای المنازعۃ فیہ واجزم بہ معتقدا صحتہ لانہ لا یجوز الاقدام علی خرق الاجماع۔

ہر مکلف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "افضل الخلق" ہونے کا اعتقاد واجب ہے اس کا منکر گنہگار و بدمذہب ہوگا۔ اور اس کی تادیب کی جائے گی۔ جب تو نے یہ مجمع علیہ حکم پہچان لیا تو اب اس بارہ میں جھگڑا چھوڑ دے اور اس عقیدۂ مبارکہ کی صحت کا جزم کر کیونکہ خرقِ اجماع کا اقدام ناجائز ہے۔ (شرح جوہرۃ التوحید ص ۱۱۹)

اس سلسلہ میں سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کا یہ پُرزور بیان گزر چکا ہے۔ کہ "حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا افضل المرسلین و سید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی ایقانی مسئلہ ہے جس میں خلاف نہ کرے گا۔ مگر گمراہ بددین بندۂ شیاطین والعیاذ باللہ رب العالمین"

علاوہ ازیں آپ فرماتے ہیں۔

والحق ان تفضیل نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی العالمین جمیعا مقطوع بہ مجمع علیہ بل کاد ان یکون من ضروریات الدین

حق یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا "افضل الخلق" ہونا قطعی اجماعی ہے بلکہ قریب ہے کہ ضروریات دین سے ہو۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ

مسلمانوں میں سے کوئی اس سے ناواقف ہو اس کو پہچان اور اس پر	فانی لا اعلم یجہلہ احد من المسلمین فاعرف وثبت۔

ثابت رہ" (المعتقد المنتقد صـ۱۱۳)۔

علامہ ابن حجر، شیخ عبد السلام لقانی، اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ جیسے اکابر اہل سنت اور محققین، بزرگان دین کی تصریحات آپ کے سامنے ہیں۔ دیکھئے ان میں سے کسی بزرگ و محقق نے اس مسئلہ کو اصول دین سے خارج اور نظری ظنی اختلافی و فرعی نہیں فرمایا۔ بلکہ صاف صاف فرمایا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا۔

● — قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی اتفاقی مسئلہ ہے۔ ● — مسائل اصول دین سے ہے اور قریب ہے کہ ضروریات دین سے ہو ● — ہم اس کے مکلف ہیں اور ہر مکلف پر اس کا اعتقاد واجب ہے ● اس کا مخالف خارق اجماع و گمراہ بد دین بندۂ شیاطین ہے۔

مگر ان اکابر کی روش تصریحات کے بالکل برعکس ماہنامہ السعید ملتان کے ایڈیٹر اور احسن التحریر والبرق کے مصنف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا۔

● — قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی اتفاقی مسئلہ نہیں ہے بلکہ محض ظنی نظری بلکہ اختلافی و فرعی مسئلہ ہے۔ (البرق صـ۳۰-۲۲) ● — یہ مسئلہ اصول دین سے نہیں ہے۔ اور التنویر میں یہ تصریح کی ہے کہ جو مسئلہ اصول دین سے نہ ہو نہ ہم اس کے مکلف ہیں اور نہ اس کی تصدیق ہم پر واجب ہے (البرق صـ۲۳ - التنویر صـ۸)

● — معتزلہ اس کے مخالف ہیں اور امام باقلانی وابو عبد اللہ حلیمی علیہما الرحمۃ ...

اس مسئلہ میں معتزلہ کے متبع ہیں۔ (البرق ص ۱۵) وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ
کسقدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ اکابر محققین و ائمہ دین نے اس مسئلہ کو
جسقدر تاکید و اہمیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ بزعم خویش موجودہ محققین
نے اس عظیم الشان مسئلہ کو بلا ثبوت و دلیل محض اپنے وہم و خیال سے اسکی قدر
پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اور اس پر اس طرح تنقید کر کے اس کو ایک عام معمولی و
اختلافی مسئلہ ظاہر کر کے اس کی اہمیت کو خواہ مخواہ کم کرنے کی کوشش
کی گئی ہے۔ اس مسئلہ میں انہوں نے نہ ہمارے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
عظیم الشان و بے مثال عظمت و وجاہت کو ملحوظ رکھا ہے۔ اور نہ ہی اکابر ائمہ دین
محققین کی تحقیق و تصریحات کو درخور اعتنا سمجھا ہے۔ حالانکہ ائمہ محققین کے
مقابلہ میں اپنی جس تحقیق پر ان کو زعم ہے۔ اس کا یہ حال ہے۔ کہ انہوں نے
ماہنامہ السعید و احسن التحریر میں تو اس مسئلہ کو آیاتِ طیبہ و نصوص شرعیہ
قطعیہ سے ثابت مانا ہے اور ضروریاتِ دین میں شمار کیا ہے۔ اور "البرق" میں
اسی مسئلہ کو اصولِ دین سے خارج اور ظنی و فرعی و اختلافی قرار دیا ہے۔
گویا بیک وقت ایک ہی مسئلہ نصوص قطعیہ سے ثابت و اجماعی و ضروری دینی
بھی ہے۔ اور اصولِ دین سے خارج و فرعی و اختلافی و ظنی بھی ہے کیا اسی تضاد
اور قلبی اضطراب و ذہنی انتشار کا نام تحقیق ہے؟

شعر
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

دھمکی کا جواب "البرق" کے آخر میں "ضروری انتباہ" کے عنوان سے
ایک دھمکی دی گئی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ "ہمارے
سب سے بڑے مقتدا کا نام لے کر کوئی بات نہ کی جائے" اس سے قطع نظر کہ
"البرق" نے اس انتباہ میں جو زبان استعمال کی گئی ہے۔ وہ اخلاق و شرافت کے

معیار پہ کہاں تک پوری اترتی ہے۔ اس اشتباہ کے جواب میں یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ ہمیں محض اہل سنت و جماعت کے صحیح مذہب و دینی شرعی مسائل کا صحیح بیان مقصود ہے۔ اور کسی کی ذات سے کوئی جھگڑا و واسطہ نہیں ہے۔ چونکہ احسن التحریر کے جگہ سطر غالباً میرے واجب الاحترام استاذ اور ص۵۶ کے آخر میں دنیائے اہل سنت کی ایک جلیل الشان مخدوم و محترم شخصیت کا نام نہایت مکروہ انداز میں استعمال کیا گیا تھا۔ اس لئے ہمیں بھی یہی احساس بیدار کرنے کے لئے (جس کا مصنف البرق کو اب خیال ہوا ہے) مخالفین کا نام لینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ورنہ اگر مخالفین خود احتیاط کریں تو ہمیں ان میں سے کسی بڑے کا کیا چھوٹے سے چھوٹے حقیر سے حقیر ذلیل سے ذلیل فرد کا نام لیکر قلم و قرطاس کو ملوث کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

"البرق" کو دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے خود اپنے گھر کی اصلاح کرنی چاہیئے باقی رہا معاملہ "جبہ و دستار" (جس کا البرق نے التنویر میں بار بار ذکر کیا گیا ہے) تو یہ خدا تعالےٰ کی قدرت و دین ہے کہ کسی کو جبہ و دستار سے مشرف فرمایا ہے اور کسی کو فقط ٹوپی و کرتہ نصیب کیا ہے۔ اس میں کسی کو حسد کرنے اور جلنے کی کیا ضرورت ہے۔ ع پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔

جبہ و دستار کو مولےٰ تعالےٰ نے جو تقدس و عظمت عطا فرمائی ہے وہ بفضلہ تعالےٰ قائم رہے گی علیٰ رغم الف حاسدین انشاء اللہ العزیز تا قیامت رہے گی کوئی حاسد و مخالف جبہ و دستار کی عظمت و تقدس ہرگز نہیں چھین سکتا البتہ جہاں تک ٹوپی کا تعلق ہے اس کی قلعی اتر کر اصل حقیقت خود بخود سامنے آگئی ہے۔ اور ٹوپی کا بھانڈا پھوڑی طرح پھوٹ چکا ہے۔ اور اہل نظر پر اس کی اصلیت اچھی طرح واضح ہو گئی ہے۔

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ۔۔۔ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

لائلپور شریف "الحق" کے شمارے ہی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ "اہل سنت کو گمراہ اور کافر قرار دینے کی مہم اسقدر شدت سے جاری ہے کہ ناقابل بیان نہیں۔ اس تکفیر و تضلیل کا اصل مرکز لائلپور ہے اور اس کی شاخیں گوجرانوالہ سے عارف والا تک پھیلی ہوئی ہیں"۔ حالانکہ تمام اہل نظر و باخبر حضرات بخوبی جانتے ہیں۔ کہ لائلپور شریف "تکفیر و تضلیل" کا نہیں۔ بلکہ اہل سنت و جماعت و علم و عرفان کا مرکز ہے۔ اور بے شمار مخلوق خدا نے اس مرکز سے فیض و ہدایت حاصل کی ہے۔ اور صرف عارف والا و گوجرانوالہ ہی نہیں بلکہ جہاں جہاں بھی اس کی شاخیں ہیں۔ ماشاء اللہ وہاں اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و نشر و اشاعت کا حسب استطاعت وسیع سلسلہ جاری ہے۔ اور انہی مخلصانہ دینی خدمات کی بناء پر ہر جگہ لائلپور شریف کا شہرہ و چرچا ہے۔ ہر سنی کو اپنے اس مرکز پہ ناز ہے اور ہر بدمذہب اس سے خائف و لرزہ براندام ہے۔ لائلپور میں مختصر سی مدت میں جو وسیع و عظیم الشان دینی تبلیغی کام ہوا ہے۔ چونکہ مخالفین و حاسدین اس سے برسوں پہلے اپنے اڈے جمانے کے باوجود وہ کام نہیں کر سکے اس لئے اب وہ قوم کے سامنے اپنی روسیاہی کو چھپانے اور اپنے جاہل مریدوں کو بدستور دام تزویر میں مبتلا رکھنے کے لئے لائلپور کے خلاف اس قسم کا معاندانہ پراپیگنڈا کر کے اپنا بھرم قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ لائلپور لائلپور ہے۔ اور حاسدین و مخالفین کی کوئی ناپاک کوشش اس کے سنہری کارناموں پہ پردہ نہیں ڈال سکتی ؎

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

لائلپور سے معاذ اللہ کسی اہل سنت کو کافر و گمراہ قرار نہیں دیا گیا۔ ہاں جو اپنے

عقیدۂ باطلہ کے باعث خود ہی اہلسنت و اسلام سے خارج ہوں ان کے متعلق حکم شرعی بیان کر کے مسلمانوں کو ان سے خبردار کیا گیا ہے۔

افسوس جوبات بدمذہب و مخالفین اہل سنت لائلپور کے متعلق کہتے تھے آج وہی بات "بعض سنی" کہلانے والے حاسدین کی زبان سے نکل رہی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اگر لائلپور سے بدمذہبوں کے متعلق کوئی چیز شائع ہو تو یہ لوگ اس کو بھی خواہ مخواہ اپنے پر محمول کر کے بدمذہبوں کے ساتھ اتحاد و ان کی وکالت کا پورا پورا حق ادا کرتے ہیں چنانچہ رمضان المبارک میں رویت ہلال کے متعلق ایک پمفلٹ شائع ہوا۔ جس کا جواب کسی بدمذہب سے تو ہو نہ سکا لیکن حاسدین کی اس پارٹی نے لاہور سے اس کا نام نہاد جواب شائع کر کے بلا فیس مخالفین اہل سنت کی وکالت کا حق ادا کیا۔ اہل سنت کے خلاف مخالفین کے ہاتھ مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ اور اس طرح ان کے ساتھ اپنے گٹھ جوڑ اور ان کا حق رفاقت ادا کرنے کا عملی ثبوت دیا۔ فالی اللہ المشتکی۔ کاش یہ حاسد لوگ اپنے حسد و غرور کے مظاہرہ سے باز رہتے۔ اہل سنت کے مقابلہ میں مخالفین اہل سنت کا ساتھ نہ دیتے اور اس وقت جب کہ متحد ہو کر اسلام و سنیت کی مخالف طاقتوں کے خلاف صف آرا ہونے کا وقت ہے۔ جماعت میں انتشار و بے اطمینانی پھیلا کر دشمنوں کی خوشنودی کا سامان نہ کرتے۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو نہ خود صحیح کام کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو اطمینان کے ساتھ کام کرنے دیتے ہیں۔

افضل الخلق ؛ رسالہ مبارکہ افضل الخلق کے نام و اسکے ساتھ درود شریف لکھنے کے متعلق البرق میں جو بےجا اعتراض کیا گیا ہے اس کے متعلق مختصر طور پر شرح میں عرض کیا جا چکا ہے اور آخر میں ہم اہل علم کی

ضیافتِ طبع کے لئے اس سلسلہ میں ایک اور علمی چیز پیش کرتے ہیں۔
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ ....

یہاں پر لفظ افضل الخلق کے دو معنی ہیں۔
"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی اور رسالہ افضل الخلق"
لہٰذا جب افضل الخلق بولا گیا تو اس سے رسالہ مراد لیا گیا اور اسکے بعد جب صلی اللہ علیہ وسلم میں ضمیر ذکر کی گئی تو اس سے دوسرا معنی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد لی گئی۔ کیونکہ جس لفظ کے دو معنی ہوں اس سے ایک معنی اور اس کی طرف جو ضمیر عائد ہو اس سے دوسرا معنی مراد لینا شائع و ذائع ہے۔ اور اس کو صنعت استخدام کہا جاتا ہے۔

مختصر المعانی میں ہے۔ الاستخدام وھو ان یراد بلفظ له معنیان احدھما ای احد المعنیین ثم یراد بضمیرہ ای بالضمیر العائد الی ذالک اللفظ معناہ الآخر الخ۔ (مختصر المعانی ص ۲۳۱)

ہمارے سابق تبصرہ و مختصر المعانی کے اس حوالہ سے ظاہر ہو گیا۔ کہ "افضل الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" میں شرعی علمی تحقیقی طور پر قطعاً کوئی سقم نہیں ہے۔ "البرق" کے بزعم خویش محقق فرضی و حقیقی مصنف کا اس کو موضوع بحث بنانا اور خرافات کا مظاہرہ کرنا محض جہالت و نادانی ہے۔

حرفِ آخر

جہاں تک پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور افضلیت مطلقہ کے بیان کا تعلق تھا بفضلہ تعالیٰ اکابر اہلِ سنت بزرگانِ دین و ائمہ محققین کی تصریحات کی روشنی میں ہم باحسن وجوہ اس سے فارغ ہو چکے۔ اگر مخالفین اس مسئلہ حق و تحقیقِ اکابر کو قبول فرمائیں تو بہتر ورنہ آیندہ ہمیں البرق کی طرح کسی مجموعہ ہفوات و غیر متعلقہ باتوں سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ